DOI: https://doi.org/10.52015/daryaft.2022.v14-i01.212

Daryaft

Vol. 14 Issue No. 1 (June 2022)

Journal Home Page: http://daryaft.numl.edu.pk/index.php/daryaft

E ISSN:2616-6038, P ISSN:1814-2885

Quaid-e- Azam Muhammad Ali Jinnah and Fine Arts

Dr. Muhammad Naveed [1] & Dr. Sher Ali [2]

[1.]Head of Urdu Department, Karakoram International University, Gilgit Baltistan.

[2.]Chairman Urdu Department, Alhamd Islamic University, Islamabad

ABSTRACT

Article History:

Received: February 10, 2022
Revised: April 02, 2022
Accepted: May 10, 2022
Available Online: June 30, 2022

Keywords:
Quaid-e- Azam Muhammad Ali Jinnah, Political Figure, Personal Life, Fine Arts, Theatre

Funding:
This research received no specific grant from any funding agency in the public, commercial, or not-for-profit sectors.

Quaid-e- Azam Muhammad Ali Jinnah, the Founder of Pakistan was a great personality in the history of the world. He got a higher degree in Law and started his political career on the platform of Indian National Congress but soon understood that their policies are anti-Muslim. So he joined All India Muslim League. He was a great and honorable political leader who was acknowledged by the representatives of different political groups. Mr. Jinnah was an honest, confident and hardworking political figure. This article deals with Mr. Jinnah and fine arts

This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0)

قائد اعظم محمد علی جناح اور فنون لطیفہ

ڈاکٹر محمد نوید
صدرِ شعبہ اردو ، قراقرم انٹر نیشنل یونیورسٹی ، گلگت بلتستان
ڈاکٹر شیر علی
چئیرمین ،شعبہ اردو ، الحمد اسلامک یونیورسٹی ، اسلام آباد

اس تحقیقی مقالے میں قائد اعظم محمد جناح کی فنون لطیفہ اور زندگی کے مختلف نجی نوعیت کے پہلوؤں کا مختصر جائزہ پیش کیا گیا ہے کہ وہ صرف ایک سیاسی راہنما اور قانون ساز شخصیت نہیں تھے بلکہ ان کی زندگی عزم وہمت، جرات، سچائی اور خلوص کا بہترین نمونہ تھی۔ بحیثیت ایک بااصول اور باوقار انسان محمد علی جناح کی حیات ہمارے لیے قابل تقلید ہے۔ محمد علی جناح کی ذاتی زندگی کا مطالعہ کیا جائے تو وہ ایک خوبصورت دل کے مالک اور رومانوی مزاج کے حامل انسان دکھائی دیتے ہیں۔ اس مقالے میں اُن کی زندگی کی ایسی ہی چند جھلکیاں پیش کی گئی ہیں۔ قائد اعظم محمد علی جناح وہ باکمال ہستی ہیں جنہیں دست قدرت نے اپنے دور کے سنگین خطرات سے نمٹنے کے لیے ایک مخصوص وقت میں اس فانی دنیا میں بھیجا۔ انھوں نے انگلستان سے قانون کی اعلیٰ ڈگری حاصل کی اور ہندوستان میں جلد ہی ان کا شمار چوٹی کے وکلا میں ہونے لگا۔ پھر سیاست کے میدان میں اترے تو انڈین نیشنل کانگرس(Indian National congress) کی رکنیت اختیار کی لیکن اس میں اُنھیں مسلم کش منصوبہ بندیاں نظر آئیں۔ ان حالات میں انھوں نے مسلمانان برصغیر کو ایک جھنڈے تلے جمع کر دیا۔ اسلامیان ہند کے افراد خواہ وہ کسی بھی شعبے سے متعلق تھے ایک مشترک جذبے کے تحت ایک مقصد کی خاطر منظم ہوگئے اور سامراجی ایوانوں میں ایک للکار اور پکار سنائی دینے لگی کہ مسلم ، مسلم لیگ میں شامل ہو جائیں۔ انھوں نے ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو ایک قرارداد منٹو پارک لاہور میں پیش کر دی۔ جب قرارداد لاہور پیش ہوئی تو ہندو پریس نے اس پر سب سے بڑا خطرہ ظاہر کیا وہ یہی تھا کہ نیا ملک اپنے پڑوسی ممالک ایران اور افغانستان سے مل کر ہندوستان پر قابض ہو جائے گا بلکہ یہ بھی کہا گیا کہ افغانستان کے اوپر وسط ایشیائی مسلم ممالک میں بھی ایک لہر اٹھ سکتی ہے۔

قائد اعظم محمد علی جناح کے پاس عزم و ارادے کی ایسی طاقت تھی کہ اپنے پرائے سبھی ان کا اعتراف کرتے تھے۔ اُن کی مضبوط شخصیت ،بلند ہمتی ، آدابِ محفل سے بھرپور آگاہی،استدلال اور بحث کے فن میں طاق ہونا ایسی خوبیاں تھیں جو جس سے سب متاثر ہو رہے تھے۔ وہ قانونی معاملات میں بھی بہت ماہر تھے اور اپنے مقدمات کی پیروی میں بڑی فہم و فراست کا ثبوت دیتے تھے۔ قائد اعظم کی ان تمام خوبیوں اور صلاحیتوں کے سبب ہم سبھی اُن

کا بے حد احترام کرتے ہیں۔ پاکستان کے مطالبے پر ان کے مخالفین نے بھرپور مخالفت کی، لیکن بالآخر اُن کے آہنی عزم وہمت کے آگے ہتھیار ڈال دیے۔ اُن کی ان تھک کاوشوں کے طفیل دنیا کے نقشے پر ایک عظیم اسلامی مملکت اُبھر آئی اور صبحِ آزادی قائداعظم محمد علی جناح کی آواز گونجی کہ آگ کے طوفان اور خون کے دریا سے گزر رہے ہیں۔ خود کو ان شعلوں اور اس خونی سیلاب سے نمٹنے کے لیے تیار کیجیے اور اتحاد، ایمان اور تنظیم کے اصولوں پر کاربند رہے۔ مسز سروجنی نائیڈو کو یہ کہنا پڑا کہ

> "اگر کانگریس میں صرف ایک محمد علی جناح ہوتے تو ہندوستان کبھی تقسیم نہ ہوتا اگر مسلم لیگ میں سینکڑوں نہرو اور گاندھی ہوتے تو پاکستان کبھی معرض وجود میں نہ آتا اور حسرت مخالفین کا مقدر بن کر رہ گئی" اس طرح وجے لکشمی پنڈت نے کہا" مسلم لیگ کے پاس ایک سو گاندھی اور ایک سو ابوالکلام ہوتے لیکن کانگریس کے پاس صرف ایک محمد علی جناح ہوتے تو ہندوستان کبھی تقسیم نہ ہوتا۔"(۱)

قائداعظم محمد علی جناح محض ایک سیاسی شخصیت یا قانون دان نہیں تھے بلکہ ان کی نجی حیات بھی ان کی شخصیت کے بہت سے حوالوں سے اُنھیں ایک عظیم انسان ثابت کرتی ہے۔ جب ابھی وہ سکول میں تھے تو ایک مرتبہ طویل غیر حاضری کی بنا پر سکول سے اُن کا نام خارج کر دیا گیا تھا۔ ان دنوں اُن کے والد مالی پریشانیوں میں مبتلا تھے اور دفتری دیکھ بھال اور گھریلو ضروریات کے لیے اُنھیں کسی کی ضرورت تھی تو قائداعظم محمد علی جناح نے سکول جانا ترک کر کے اپنے والد کی مدد کا فیصلہ کیا۔ اتنی کم عمری میں ہی اُنھیں اپنی ذمہ داریوں کا بھرپور احساس تھا۔ حالات بہتر ہونے پر ان کا سندھ مدرسۃ الاسلام میں دوبارہ داخلہ ہو گیا۔ جب اُن کے والد نے انھیں تعلیم کی غرض سے انگلستان بھیجنے کا ارادہ کیا تو اُن کی والدہ شیریں بی بی عرف مٹھی بائی بڑی مشکل سے اس شرط پر اس بات پر راضی ہوئیں کہ اس سفر سے قبل وہ اُن کے سہرے کے پھول دیکھنا چاہتی ہیں چنانچہ اُن کی شادی چودہ سالہ ایمی بائی سے کر دی گئی۔ قائداعظم کی والدہ کو اس بات کا خدشہ تھا کہ وہ اُن کے انگلستان واپسی سے قبل ہی اس دنیا سے رخصت ہو جائیں گی۔ قائداعظم کو اپنی والدہ سے بے حد محبت تھی۔ جب ان کا وصال ہوا تو آپ یہاں نہیں تھے اس صدمے کو انھوں نے ہمیشہ شدت سے محسوس کیا۔ والدہ کی وفات کے بعد ان کے گھریلو حالات بدتر ہوتے چلے گئے۔ اہلیہ کی وفات کے ساتھ ایک کاروبار میں نقصان کے بعد دوسرے کا سامنا کرنے سے قائداعظم کے والد وقت سے پہلے سے عمر رسیدہ دکھائی دینے لگے۔ اُن کے چھ بچے بھی تھے، جن میں سے چند ابھی کم سن تھے لہٰذا اُنھیں ان کی دیکھ بھال اور پرورش بھی کرنا تھی۔ اُنھوں نے محمد علی کو گھریلو حالات کے حوالے سے لکھا تو انھوں نے یقین دلایا کہ میری واپسی کے بعد ان شاء اللہ حالات بہتر ہو جائیں گے۔ چونکہ قائداعظم بخوبی جانتے تھے کہ تعلیم کی تکمیل کے بغیر وہ خانگی امور سے نبرد آزما نہیں ہو سکیں گے

لہٰذا اُنھوں نے پہلے سے بڑھ کر مشقت اور جانفشانی سے کام کا آغاز کیا۔ حالات سے مدافعت یا پھر وقت کے تلخ حقائق کے اقرار کے طور پر اُنھوں نے اپنا نام ایم۔ اے۔ جناح تحریر کرنا شروع کر دیا تھا۔

آپ انگلستان میں اپنے والد کے کاروباری دوست مسز ایف۔ ای۔ ڈریک کے گھر معاوضہ ادا کر کے رہنے والے مہمان تھے۔ انگلستان سے واپسی کے بعد بھی جب کبھی اُنھیں لندن کی زندگی یاد آتی تو مسز ڈریک کا ذکر شفقت اور احترام سے کیا کرتے تھے۔ اُن کا کہنا تھا کہ مسز ڈریک ایک مہربان اور نرم دل خاتون تھیں۔ قائداعظم کے ساتھ اُن کا رویہ اپنے بیٹوں جیسا تھا۔ اُن کی ایک خوبصورت بیٹی محمد علی جناح کی ہم عمر تھی۔ وہ ہمہ وقت ان کا دل جیتنے کی کوششوں میں لگی رہا کرتی تھیں مگر وہ اس قسم کے تعلقات کو ناپسند کرتے تھے اور ہمیشہ اُن کے ساتھ قابل احترام فاصلہ برقرار رکھا۔ اپنی تہذیب کے مطابق ایک مرتبہ مس ڈریک نے مسٹر جناح سے بے تکلف ہونے کی کوشش کی تو اُنھوں نے نرمی سے سرزنش کی کہ ہمارے معاشرے میں ایسی بے تکلفی کا رواج نہیں۔ اس کے بعد مس ڈریک نے اپنی روش بدل ڈالی۔ مسٹر جناح کے دل میں بچپن سے ہی بڑا آدمی بننے کا شوق تھا۔

لیکن ان میں قیام کے دوران اُن کی دلچسپیاں بڑھ گئیں۔ وہ برطانوی میوزیم لائبریری کے ممبر بن گئے اور اپنا بیشتر وقت مختلف موضوعات کی کتب کے مطالعے میں گزارنے لگے۔ اس کے علاوہ اتوار کے روز وہ ہائیڈ پارک جا کر وہاں کے مقررین کی تقاریر سنا کرتے تھے۔ اُن کی بے ربط اور غیر ذمہ دارانہ قسم کی گفتگو سن کر وہ بہت محظوظ ہوتے اور سامعین کی رواداری اور ضبط سے متاثر بھی ہوتے تھے۔ اُن کے وسیع مطالعہ نے انگریزی زبان کے بے شمار ادبا اور شعرا سے اُنھیں روشناس کرا دیا تھا بلکہ وہ ان میں سے بعض ادبا کو آخری عمر تک پڑھتے اور حظ اٹھاتے رہے۔ سب سے زیادہ وہ شیکسپئیر سے متاثر تھے۔ وہ تھیٹر جانے کے بھی دلدادہ تھے لیکن ان کے اس شوق کا انحصار اُن کی جیب پر تھا اس ضمن میں اُن کا فیصلہ یہ تھا کہ تھیٹر جانے کے بجائے کتب خرید کر ان کا مطالعہ زیادہ بہتر رہے گا۔

محترمہ فاطمہ جناح نے اپنی مختصر سی کتاب My Brither میں محمد علی جناح کی ذوق اور ابتدائی حالات کے حوالے چند پہلوؤں کو پیش کیا ہے کہ محدود معاشی وسائل کے باوجود وہ کبھی کبھار اولڈوک کے تھیٹر میں جا کر شیکسپئیر کے ڈرامے دیکھا کرتے تھے۔ وہاں اُس زمانہ کے اداکاروں کا اُن پر کافی گہرا اثر ہوا۔ انگلستان میں قیام کے دوران قائداعظم محمد علی جناح کو اپنی آمدنی میں اضافہ کی غرض سے کوئی ملازمت بھی مل جاتی تو وہ اسے خوش آمدید کہتے۔ کچھ عرصہ وہ نہایت سنجیدگی سے سٹیج پر اداکاری کے بارے میں بھی سوچتے رہے۔ لیکن انھیں جو واحد پیشکش ہوئی وہ ایک کبھی کبھی شیکسپئیر کے ڈرامے سٹیج کرنے والی ایک تھیٹر کل کمپنی کی جانب سے ایک مختصر کردار کی ہوئی، جسے اُنھوں نے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ اُن دنوں اُن کے ذہن میں اولڈوک میں رومیو کا کردار کرنے کی بہت خواہش تھی۔ اداکاری نہ کرنے کا ایک سبب قائداعظم کا سعادت مند اور تابع فرمان ہونا بھی تھا کہ جب اداکاری کی بابت والد کو

خط میں بتلایا تو انھوں نے اسے پسند نہ کیا چنانچہ قائد اعظم نے اداکاری کا خیال اپنے دل سے نکال دیا۔ قائد اعظم کبھی کبھی اپنی بے حد مصروف سیاسی زندگی کے باوجود تھکے ہارے جب گھر آتے تو بستر پر دراز ہو کر شیکسپئیر کا مطالعہ کیا کرتے تھے۔ بعض اوقات وہ رات کے کھانے کے بعد بلند آواز میں شیکسپئیر کی اپنی پسندیدہ سطور پڑھا کرتے تھے۔ اُن کی آواز میں ایسی گونج اور جملوں میں اتنی ترتیب اور لہجے میں زیر و بم ہوتا تھا کہ یوں محسوس ہوتا کہ جیسے اُنھیں ذاتی طور پر اسٹیج کا تجربہ رہا ہو۔

قائد اعظم نے لندن میں مقیم ہندوستانی طلبا کی سرگرمیوں میں بھی حصہ لیا۔ جس برس وہ لندن آئے تھے ،اُن دنوں وہاں ہندوستانی طلبا میں کافی جوش اور ولولہ پایا جاتا تھا۔ اُس کی وجہ یہ تھی کہ بمبئی کے ایک کُہنہ مشق پارسی راہنما دادا بھائی نوروجی جو کہ لندن میں کئی برس سے ایک کاروباری کی حیثیت سے مقیم تھے ،اُن دنوں وہ ہاؤس آف کامنز کے لیے انتخاب لڑ رہے تھے۔ نوروجی اس قسم کی کوشش میں اولین ہندوستانی تھے۔ چنانچہ ہندوستانی طلبا نے پورے جوش و خروش سے اُن کے انتخاب کی کوشش کی۔ محمد علی جناح نے بھی تن دہی سے اس انتخاب میں حصہ لیا اور دادا بھائی نوروجی کامیاب قرار پائے۔ محترمہ فاطمہ جناح اپنی کتاب "My Brother" میں لکھتی ہیں:

> "اُن انتخابی ایام کا ذکر کرتے ہوئے میرے بھائی نے مجھے بتایا کہ مجھے معلوم ہوا کہ لارڈ سالسبری نے دادا بھائی نوروجی کو سیاہ فام کہہ کر پکارا تھا۔۔۔ اگر برطانوی سیاست دانوں کی یہی ذہنیت تھی تو پھر ہمارا ان کے ساتھ گزارہ مشکل ہی تھا۔ اُس دن سے میں ہر قسم کی رنگت اور نسلی امتیاز کا سخت مخالف ہوں۔ میں نے دادا بھائی کی حمایت شروع کر دی۔ خوش قسمتی سے وہ تین ووٹ کی اکثریت سے جیت گئے۔"(۲)

دادا بھائی نوروجی کی کامیابی پر ہندوستانی طلبا کے ساتھ ساتھ قائد اعظم بھی بے حد خوش تھے۔ جب اُنھوں نے پہلی مرتبہ اُن کی تقریر سنی تو بہت مسرور ہوئے۔ دادا بھائی نوروجی کی اس بات سے انھیں مکمل اتفاق تھا کہ انگریزوں کی آزادئ تقریر کی خوبی انھیں بہت پسند تھی اور وہ بھی ایک ہندوستانی ہونے کی حیثیت سے اس حق سے فائدہ اٹھا رہے تھے اور اپنے ہم وطنوں کے لیے انصاف کے طلب گار تھے۔ محمد علی کے دل میں دادا بھائی نوروجی کے لیے عزت و احترام کا جذبہ بڑھتا چلا گیا۔ وہ اس ضعیف مگر باوقار شخص کے پُر خلوص دوست رہے۔ ان دونوں نے آئندہ مل کر آزادی کے لیے ناقابل فراموش خدمات سرانجام دینا تھیں۔

محمد علی جناح کو ہندوستانی طلبا سے اس بات کی شکایت تھی کہ لندن میں اُن کا باہمی اتفاق اور ربط نہ تھا۔ اُن کا خیال تھا کہ وہ سب اپنے مسلک کے لیے ایک تعمیری اور موثر کردار اُس وقت ادا نہ کر سکتے تھے جب تک وہ آپس میں ایک ادارے کی صورت میں منظم نہ ہو جائیں اور اُن کا علیحدہ پلیٹ فارم نہ ہو۔ اُنھوں نے اس تصور کو پایۂ تکمیل تک

پہنچانے کی خاطر کئی طلبا سے ملاقاتیں کیں مگر مجموعی طور پر اس منصوبہ کی مخالفت کی گئی کیونکہ اُن کے خیال میں یہ منصوبہ بہت بڑا اور کٹھن تھا اور پھر اس نوجوان اور ناتجربہ کار شخص کے ہاتھوں کامیابی کی اُنھیں امید بھی نہ تھی۔ لیکن یہ تجویز ان کے ذہن میں بیٹھ گئی اور جب وہ بعد ازاں ایک سیاسی راہنما کی حیثیت سے انگلستان آئے تو ہندوستانی طلبا راہنمائی اور مشاورت کی غرض سے اُن کے پاس آئے تو اُنھوں نے طلبا کو مشورہ دیا کہ وہ انگلستان اور ہندوستان کے سیاسی واقعات اور حالات کا باریک بینی سے جائزہ لیتے رہیں لیکن اس کے ساتھ ہی اُنھوں نے طلبا کو یہ بھی سمجھایا کہ جب تک وہ طلبا ہیں، سیاست میں کوئی بھی عملی قدم اٹھانے سے گُریز کریں۔ اُنھوں نے متحد اور منظم سرگرمیوں پر زور دیا جس کے نتیجے میں لندن میں ہندوستانی طلبا کا مرکزی ادارہ معرضِ وجود میں آیا۔

قائداعظم نے لندن واپسی پر کراچی کے بجائے بمبئی سکونت اختیار کرنے اور اپنی قسمت آزمانے کا فیصلہ کیا اور اس میں اُنھیں کامیابی بھی حاصل ہوئی۔ یوں انھوں نے محنت اور دانشمندی سے اپنے خانگی معاملات درست کیے اور تمام قرضے بھی چُکا دیے۔

قائداعظم محمد علی جناح کی حیات کا ایک نہایت مضبوط پہلو اُن کی رتن بائی سے شادی بھی ہے جو کہ ہندوستان کے سب سے بڑے کاروباری شخص رتن ٹاٹا کی صاحبزادی سائیلا ٹاٹا سے ہوئی تھی۔ ۱۵ اگست ۱۹۱۹ء کی شب ان کے ہاں ایک خوبصورت بچی دینا جناح پیدا ہوئیں۔

دینا جناح کے بچپن میں ہی اُن کے والد محمد علی جناح کی بے پناہ بڑھتی ہوئی سیاسی مصروفیات کی بنا پر اُن کے والدین کے اختلافات کی بنا پر اُن کا بچپن اُداسی اور تنہائی کا شکار ہو گیا۔ پھر دینا ابھی محض نو برس کی ہی تھیں کہ اُن کی والدہ اس دارِ فانی سے کُوچ کر گئیں۔ رتی کی وفات کے کچھ عرصہ بعد قائداعظم ۱۹۳۰ء میں ہندوستانی سیاست سے دل برداشتہ ہو کر لندن منتقل ہو گئے اور بعد ازاں دینا جناح کو بھی وہیں بلوا لیا۔ قائداعظم محمد علی جناح اپنی اکلوتی بیٹی دینا جناح سے بے حد محبت کرتے تھے۔ نومبر ۱۹۳۲ء کو قائداعظم نے کمال اتاترک کی زندگی پر ایچ آر مسٹر ونگ کی کتاب گرے وولف کا مطالعہ کیا تو انھوں نے دینا کو یہ کتاب پڑھنے کے لیے دی۔ اس کے بعد وہ کئی روز تک اس کتاب کا اور اتاترک کا ذکر کرتے رہے تو دینا جناح نے اُن کا نام ہی گرے وولف رکھ دیا۔ ہر اتوار وہ بڑے پیار سے اپنے والد سے مخاطب ہو کر کہتیں گرے وولف مجھے ڈرامہ دکھانے لے چلیے اور پھر قائداعظم کے لیے پس وپیش کی کوئی گنجائش باقی نہ رہتی۔

قائداعظم زندگی کے تمام معاملات میں اسراف کے سخت مخالف تھے مگر دینا کے حوالے سے ان کا رویہ بالکل مختلف تھا۔ دینا جناح کو اپنی والدہ کی طرح سیر و تفریح اور سماجی تقریبات میں شرکت کا بے حد شوق تھا چنانچہ

قائد اعظم دینا کی سیر و تفریح، تھیٹر، سینما، قیمتی لباس اور دیگر تمام اخراجات خندہ پیشانی سے ادا کیا کرتے تھے۔ عقیل عباس جعفری لکھتے ہیں:

"۳۰مئی ۱۹۳۹ء کو قائد اعظم نے اپنا آخری وصیت نامہ تحریر کیا۔اس وصیت نامے کی پہلی شق تھی، یہ میرا آخری وصیت نامہ ہے۔ میں اپنے دیگر وصیت نامے منسوخ کرتا ہوں۔دوسری شق میں انھوں نے محترمہ فاطمہ جناح، سولسٹر محمد علی چائے والا اور نوابزادہ لیاقت علی خان کو اس وصیت نامے کا موصی، عامل اور ٹرسٹی مقرر کیا۔"[۳]

قائد اعظم نے واضح طور پر اپنی بیٹی دینا جناح کو اپنی جائیداد کے ایک حصے کی وارث قرار دیا مگر اس کے باوجود وہ چند برس اپنی بیٹی سے ملنے میں متامل رہے۔اُن کی بیٹی دینا مسلسل کوشاں رہیں کہ اُن کے تعلقات اُن کے والد کے ساتھ دوبارہ استوار ہو جائیں۔وہ اپنے والد کی صحت اور سیاسی سرگرمیوں سے آگاہ رہیں اور خط و کتابت کرتی رہیں۔ محترمہ دینا جناح نے اپنی ایک یادداشت میں اپنے والد قائد اعظم محمد علی جناح کے حوالے سے لکھا:

"میرے والد۔۔۔وہ میری طرح ایک بہت نجی شخص تھے۔اصولوں کی خاطر وہ اپنا سر ہمیشہ اونچا رکھتے تھے۔وہ خود سے اور دوسروں سے عوامی یا ذاتی زندگی میں کبھی جھوٹ بھی نہیں بولتے تھے۔۔۔اہل پاکستان کو اگر میرے والد پر فخر ہے تو بالکل ٹھیک فخر ہے ۔۔۔جناح نہ ہوتے تو پاکستان بھی نہ ہوتا۔"[۴]

قائد اعظم اور دینا جناح میں قیام پاکستان سے قبل باقاعدہ خط کتابت بھی رہی۔اسلام آباد میں حکومت پاکستان کے ڈیپارٹمنٹ آف آرکائیوز میں دینا جناح کے کئی ایسے خطوط موجود ہیں جو انھوں نے اپنے والد کے نام تحریر کیے تھے۔ان خطوط کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ دینا جناح اپنے والد گرامی کی سیاسی سرگرمیوں سے نہ صرف لمحہ لمحہ باخبر رہتی تھیں بلکہ ان پر اظہارِ خیال بھی کرتی رہتی تھیں۔

قیام پاکستان کے بعد دینا اپنے بچوں کے ہمراہ بمبئی میں مقیم رہیں۔ قائد اعظم محمد علی جناح کی حیات کے جتنے بھی واقعات کا مطالعہ کر لیجیے، اُن کی شخصیت کے کئی اور خوبصورت پہلو اجاگر ہوں گے اور وہ ہر طرح سے اور ہر حیثیت سے ایک عظیم انسان ہی ثابت ہوں گے۔

حوالہ جات

۱۔ محمد سلیم، قائداعظم محمد علی جناح سیاسی و تجرباتی مطالعہ، قومی پبلشرز،، لاہور، جون ۱۹۸۰ء، ص ۷

۲۔ اقبال حسین قادری، (مترجم) میرا بھائی، از فاطمہ جناح، طبع اول، سویرا آرٹ پریس، لاہور، ستمبر ۱۹۷۸ء، ص ۲۰

۳۔ جعفری، عقیل عباس، دینا جناح کون تھیں؟، مشمولہ: ہم سب، آن لائن: http://www.humsub.com.pk/82519/aqeel-abbas-jafri-3/، نومبر ۲۰۱۷ء، ص ۵

۴۔ ایضاً، ص ٦

References in Roman Script:

1. Muhammad Saleem, Quaid-e- Azam Muhammad Ali Jinnah Siyasi-o-Tujrbaty Mutala, Qumi Publisher, Lahore,1980, page 7
2. Iqbal Hussain Qadri, (Translater) Fatima Jinnah, My Brother, Sawira Art Press, Lahore,1978, page: 20
3. Jafri, Aqeel Abbas, Dina Jinnah Kon theen, Online (http://www.humsub.com.pk/82519/aqeel-abbas-jafri-3/), 2017, page 5
4. Ibid, Page 6